



دینداری

بذریعہ

تربیت

جـ اـیـ اـیـڈـمـز

دینداری بذریعہ تربیت

Godliness Through Discipline

مصنف: ڈاکٹر جے۔ ای۔ ایڈمز

مترجم: ڈاکٹر ایلیاہ میسی

کیا آپ کو یاد ہے جب کبھی پچھلی دفعہ اتوار کے روز آپ تبدیلی کی امید اور جوش و جذبہ کے ساتھ چرچ سے باہر نکلے تھے؟ آپ کے اندر تبدیلی کا پختہ ارادہ تھا۔ اس وقت آپ نے یہ بھی سوچا تھا کہ میں ایک ایسا ہی شخص بنوں کا جیسا شخص خدا مجھے دیکھنا چاہتا ہے۔ لیکن منگل کی صبح تک آپ کے اندر ولوں کی وہ تپش ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ اور اسی طرح ایک بار پھر آپ نے کسی کتابچے کے مطالعہ کے بعد یہ فیصلہ کیا تھا کہ آج کے بعد میں اپنی گزشتہ زندگی کو تبدیل کروں گا لیکن آج تک وہ ویسی کی ویسی ہے۔ آپ کا یہ جذبہ تو خالص تھا لیکن کوئی اہم تبدیلی واقع نہ ہو سکی۔ آپ اس تبدیلی کے لیے بے حد کوشش رہے لیکن ایسا ممکن نہ ہو سکا۔

کسی نہ کسی طرح کی تبدیلی، نشوونما اور برکات تو واقع ہوئیں لیکن جس طرح کی تبدیلی کے آپ متنی تھے وہ حاصل نہ ہو سکی۔ اس مسئلے کا شکار آپ اکیلے نہیں ہیں بلکہ یہ تجربہ بہت سارے مسیحیوں کا ہے۔ اور یہاں تک کہ بہتلوں نے تو کسی واضح تبدیلی کی امید کا دامن ہی چھوڑ دیا ہے۔ اور شاید آپ بھی اسی نا امیدی کے شکار ہوں۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ غیر افادیت اور فرسودہ صداقت کے لیے ایک اور کتابچہ پڑھنے کی ضرورت کیا؟ ایسا ہرگز نہ سوچیں! میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ یہ کتابچہ آپ کی عملی مدد سے بھر پور ہے۔ اس کا مطالعہ کریں اور اپنے لیے مدد تلاش کریں۔ بہر صورت، آپ وقتاً فوقتاً ایسے مسیحیوں سے تو ضرور ملتے ہوں گے جن کی پہلے سے زندگیاں مختلف ہیں۔ انہوں نے کسی نہ کسی صورت

میں اس مسئلے کا حل تلاش کیا ہوگا۔ اس لیے آپ بھی ایسا کر سکتے ہیں۔ آپ کا بھی وہی خُدا اور وہی باہل ہے اور آپ کے لیے ان کی وہی قدرت میسر ہے جو دیگر لوگوں کے لیے تھی۔ لیکن ان میں اور آپ میں ایک واضح فرق ہے۔

آپ، وہی اپنی کوششوں میں کیوں ناکام رہے؟ ایسا کیوں ہے کہ آپ کا ارادہ آپ کے اندر کسی چھوٹی سی تبدیلی کا بھی باعث نہ ہو سکا؟ کوئی نہ کوئی مسئلہ ضرور ہے۔ آپ درست قدم اٹھانا چاہتے اور درست کام کرنا چاہتے ہیں لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ بے شک اس کی کئی ایک وجوہات ہو سکتی ہیں لیکن ان سب کی تھے میں گناہ چھپا ہوا ہے۔ جو کچھ آپ کرنا چاہتے ہیں ایسا کیوں ممکن نہیں ہوتا؟ اصل مسئلہ کیا ہے؟ آپ نے شاید فوری دینداری حاصل کرنے کی کوشش کی ہوگی۔ فوری اور لمحاتی (انسٹنٹ، Instant) دینداری جیسی کوئی شے موجود نہیں ہے۔ آج کے دور میں انسٹنٹ پڈنگ، کافی اور عارضی گھر تک موجود ہیں یعنی ہر ایک فوری طور پر موجود ہے۔ اسی لیے ہم دینداری بھی فوری اور لمحاتی چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ کوئی ہمیں دینداری کے تین فوری قدم اور اصول بتائے اور ہم یہ تین کام کریں اور اس کا فوری افادہ حاصل ہو۔ مسئلہ تو یہ ہے کہ دینداری اس طرح حاصل نہیں ہوتی۔

باہل مقدس اس معاملہ میں واضح ہے کہ کس طرح دینداری حاصل کی جاسکتی ہے۔ پُس رسول نے یتمھیں کو دینداری کے بارے میں لکھا۔ پُس رسول نے ایک نوجوان خادم کو اپنے خط میں واضح کیا کہ تربیت کے برعکس دیگر تمام طریقے ناکام ہو جائیں گے۔ یتمھیں کے نام اپنے پہلے خط کے 4 باب 7 آیت میں پُس رسول لکھتا ہے کہ یتمھیں ۔۔۔ ”دینداری کے لیے ریاضت کر“ (یا اپنے آپ کو تربیت دے)۔ ریاضت یعنی تربیت میں دینداری کا راز پنهان ہے۔ تربیت کا لفظ ہمارے ذہنوں، منہ، منبر اور معاشرے سے غائب ہوتا جاتا ہے۔ ہم جدید دُنیا (الخصوص امریکی معاشرے) میں تربیت کے مفہوم کے بارے میں بہت کم سُن پاتے ہیں۔ مگر تربیت کے سوا

دینداری کے حصول کا کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ تربیت ہی دینداری کا راہ عمل ہے۔ آپ کو دینداری کے حصول کے مقصد کے لیے اپنے آپ کو تربیت دینی ہوگی۔ سب سے پہلے یہ کہ ہمارے لیے دینداری کا حصول اختیاری نہیں ہے۔ پُس رسول کے الفاظ میں ایک الہی حکم موجود ہے جس میں خدا ہمیں دینداری کے حصول کی تربیت کے لیے کہتا ہے۔ خدا چاہتا ہے کہ اُس کے فرزند دینداری حاصل کریں۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جب خدا دینداری کی تربیت کے لیے ایک حکم دیتا ہے تو وہ چاہتا ہے ہم دینداری حاصل کریں۔ کلام مقدس میں ایک اور جگہ خدا یوں کہتا ہے ”۔۔۔ پاک ہو کیونکہ میں تمہارا خدا پاک ہوں“ (احبار 9 باب 2 آیت) اور ” کامل ہو جیسا تمہارا آسمانی باپ کامل ہے“ (متی 5 باب 48 آیت) لیکن یہ بات بھی یقینی ہے کہ اس زندگی میں ہم کاملیت حاصل نہیں کر سکتے (یوحنا 1 باب 8 آیت)۔

تاہم کامل دینداری کے لیے ہر ایک ایماندار کو ہر روز اپنے آپ کو تربیت دینا ہوگی۔ اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ ہر روز ہمیں خدا کے ہمشکل بننے کی ضرورت ہے۔ دیندار شخص کی زندگی سے خدا کی باتوں کا عکس ظاہر ہوتا ہے۔ اس لیے دینداری ہر ایک مسیحی کی زندگی کا مقصد ہے۔ ہمیں اپنے وجود، سوچ، قول و فعل سے خدا کی خوشنودی کا اظہار کرنا ہوگا۔ یہ بات قابل غور ہے کہ خدا ہمیں کس مقصد کے لیے اپنے آپ کو تربیت کرنے کے لیے کہتا ہے؟ تربیت کا یہ مقصد دینداری ہے۔ آپ کی پوری زندگی میں مقصد دینداری کی تربیت کی ضرورت ہے۔ آپ کی زندگی کے ہر ایک عمل سے دینداری کی تربیت کا مقصد ظاہر ہونا چاہیے۔ اس مقصد کے لیے سوموار سے ہفتہ کے دوران مسلسل عمل پیرا ہونا چاہیے نہ کہ محض اتوار کے زور۔ آپ کو ہر لمحہ اور ہر ایک دن اس مقصد کی جانب ایک یادو یا پھر دس قدم اٹھانا ہوں گے۔ آپ اُسی قدر خدا کے ہمشکل بنیں گے جس قدر ہر روز آپ کے خیالات اور اقدام خدا نہیں ہوں گے۔ آپ کوچھ ہم نے سیکھا ایک تصور ہے۔ آپ کہیں گے بے شک مجھے معلوم ہے کہ خدا مرکوز ہوں گے۔ لیکن یہ جو کچھ ہم نے سیکھا ایک تصور ہے۔ آپ کہیں گے بے شک مجھے معلوم ہے کہ خدا

چاہتا ہے کہ میں دینداری حاصل کروں۔ لیکن یہ میرے لیے ایک مسئلہ ہے۔ کیونکہ میں ہر روز تربیت پر یزندگی نہیں گزارتا اور آپ نے مجھے یہ نہیں بتایا کہ میں ایسا کیسے کر سکتا ہوں؟ بہت خوب! میں آپ کو یہ بات بتانا چاہوں گا۔ لیکن ایک وقت میں ایک ہی بات۔ اگر آپ تربیت کے بارے میں سیکھنا چاہتے ہیں تو آپ کو سب سے پہلے برداشت کرنا سیکھنا ہوگا۔ آپ کو یاد ہے، ہم نے ذکر کیا تھا کہ دینداری فوری طور سے حاصل نہیں ہوتی ہے۔ اور نہ ہی فوری دینداری حاصل کرنے کا کوئی اصول بتایا جا سکتا ہے۔ آئیے پھر ہم اپنے اصل موضوع و مقصد کا رخ کرتے ہیں۔ جب آپ کی زندگی دینداری کے حصول پر مرکوز ہوتی ہے تو آپ کے ذہن میں مسلسل یہ مقصد ابھرتا رہے گا۔ آپ اپنے کام پر، گھر میں یا پھر سکول میں بھی اسی مقصد کے بارے میں سوچیں گے۔ آپ ہر جگہ اور اپنے ہر ایک کام سے مسح کو منعکس کرنا چاہیں گے۔ کیا آپ ایسا ہی نہیں کرنا چاہتے؟ اگر آپ مسیح کو اپنا نجات دہنده قبول کرتے ہیں تو آپ ایسا کرنا چاہیں گے۔ بے شک آپ کی زندگی میں ایسے لمحات بھی آتے ہیں جب آپ بے دل اور پریشان ہو کر اس مقصد کے لیے بے تو جہی کاشکار بھی ہو جاتے ہیں۔ شاید آپ اس نظریے کی مخالفت بھی کرنا شروع کر دیں۔ لیکن اگر آپ حقیقی اور سچے مسیحی ہیں تو پھر آپ کے دل میں پانی کا چشمہ کبھی بھی خشک نہیں ہوگا اور آپ کے دل کی یہ مراد جاگ اُٹھے گی۔ اور آپ پھر سے کہیں گے کہ میں یہ مقصد حاصل کرنا چاہتا ہوں اور یہ بھی سچ ہے کہ آپ راستبازی کی بھوک اور پیاس محسوس کریں گے۔ پُلس رسول جب کہتا ہے کہ ”تم ایک نیا مخلوق ہو۔ سب کچھ نیا ہو گیا“، تو اُس کے ذہن میں یہ بات تھی: روح القدس نے خُدا اور اُس کی تقدیس کی طرف آپ کی رہنمائی کی ہے اور آپ کی زندگی کو ایک نیا مرکز مہیا کیا ہے۔ لیکن اس سے آپ خود بخود دیندار نہیں بن جاتے۔ اگرچہ مسیح کے نجات بخش کام نے آپ کو خُدا کی نظر میں راستباز ٹھہرایا ہے لیکن آپ دینداری کے مقصد اور منزل سے ابھی دور کھڑے ہیں۔ مگر اب مسیح میں آپ کی زندگی دینداری کے مقصد پر مرکوز ہو چکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ بعض

اوقات دینداری کے لیے درد میں بھی مبتلا ہوتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگرچہ آپ کی زندگی کا ایک نیا مرکز و مقام ہے لیکن آپ کی روزمرہ کی زندگی میں بہت ساری عادات اور اعمال ابھی دینداری کی سمت مرکوز نہیں ہیں۔ پرانی انسانیت (پرانا طرزِ زندگی) ابھی بھی آپ کی نامرغوب ساختی ہے۔ اور آپ شاذ و نادر ہی اپنی زندگی کو عملی طور پر دیکھ سکتے ہیں جس کی وجہ سے آپ مایوس بھی ہوں گے لیکن آپ کونا امید نہیں ہونا چاہیے۔ دینداری کے لیے آپ کے اچھے ارادہ کا اثرِ افادہ شاید اس لیے نہیں ہوا کیونکہ آپ نے اپنے آپ کو دینداری کے لیے تربیت کرنے کے بارے میں سیکھا ہی نہیں ہے۔ میں اپنے آپ کو کیسے تربیت دے سکتا ہوں؟ آپ یہ سوال بار بار کرتے ہیں۔ اور یہی وقت ہے کہ اس سوال کے جواب کے بارے میں سوچا جائے۔

اس ضمن میں آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ لفظ تربیت ایک خاص بات کی وضاحت کرتا ہے کہ دینداری فوری حاصل نہیں کی جاسکتی۔ یہ انسٹنٹ مڈنگ کی طرح تیار نہیں کی جاسکتی۔ دینداری کا حصول ایسا نہیں ہوتا۔ تربیت سے مراد ایک عمل یا کام ہے اور اس سے مراد مستقل طور پر کوشش رہنا بھی ہے۔ ۱- یونانی تہجیس 4 باب 7 آیت میں ریاضت یا تربیت کے لیے پُلس رسول جو یونانی کا لفظ ”جمنازو“ (gymnazo) استعمال کرتا ہے اسی لفظ سے انگریزی کا لفظ جمناستک اور جمنازیم (کسرت یا ورزش گاہ) کے الفاظ مشتق ہیں۔ اس اصطلاح کا تعلق واضح طور پر ورزشی شخص سے ہے۔ کیا آپ کے خیال میں بروک رابنسن دُنیا کا بیس بال میں تیسرا بڑا کھلاڑی ایسے ہی بن گیا اور اس نے اچانک ہی ایک دوپھر ارادہ کیا اور شام کو بالٹی مور کے سٹیڈیم میں بیس بال کھیلنے آنکلا؟ آپ کے خیال میں وہ جب بیس بال کھیلتا ہے صرف اُسی وقت مشق کرتا ہے؟ نہیں ایسا نہیں ہے۔ اُس نے اس کھیل کے لیے بیشمار گھنٹے مشق کی۔ جب آپ اُسے کھیل کھیلتے دیکھتے ہیں تو آپ ایسا بھی نہیں سوچتے کہ جب وہ پیدا ہوا تھا تو اُس کے ہاتھوں پر بیس بال کھیل کے دستا نے موجود تھے۔ بے شک اُس نے بے

انہما محنت کی ہوگی کیونکہ اس ہنر کے لیے سالہا سال محنت اور مشق درکار ہے۔ کوئی بھی ویٹ لفڑ (وزن اٹھانے کے مقابلے میں حصہ لینے والا) کبھی بھی یہ نہیں کہے گا کہ اُس نے وزن اٹھانے کی مشق تو کبھی بھی نہیں کی لیکن آج میں یہ بہت بھاری وزن اٹھانے جا رہا ہوں۔ آپ کو معلوم ہے اُس کے ساتھ کیا ہو گا۔ بغیر مشق کے اتنا بھاری وزن اُس کی کمر توڑ دے گا۔ کیونکہ وہ اس طرح ایسا نہیں کر سکتا۔ ضرور ہے کہ وہ پہلے ہفتے میں کم وزن اٹھانے کی مشق کرے اور پھر مہینوں اور سالوں کی مشق کے بعد زیادہ وزن اٹھانے کے قابل بن سکے گا۔ اُس زیادہ وزن اٹھانے کے لیے مسلسل مشق اور محنت کی ضرورت ہے۔ اور ایسا بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ کہے کہ اس ہفتے کے دوران جمعہ کے روز تو میں پانچ گھنٹے وزن اٹھانے کی مشق کروں گا اور اُس کے بعد چھ ہفتے مشق کرنا بھول جاؤں گا۔ ایک کھلاڑی کو مسلسل مشق کی ضرورت درکار ہوتی ہے۔ عمومی طور پر ہر روز کی مشق بے شک ایک قلیل عرصہ کے لیے ہو۔ ہر روز کی مشق اُس کو بھاری وزن اٹھانے کے قابل بناتی ہے۔ یہ ایک کام یا مشق ہے جو ایک کھلاڑی کرتا ہے۔

اور پُس رسول کے استعمال کردہ لفظ کے اندر بھی یہی عنصر شامل ہے۔ روزانہ کی مسلسل سعی اور وعدہ ذمہ داری ایک مسیحی کے لیے بے حد اہم ہے۔ عصر حاضر کی کلیسیا میں تربیت کا فقدان ہے۔ ہم جانتے بھی ہیں کہ خُد اپنے کلام میں ہم سے تربیت کا تقاضا کرتا ہے کہ ہم لگا تارُس کی منکشf مرضی کو بجا لائیں اور اس تربیت کے ذریعے دینداری حاصل کریں۔ اگر عملی طور پر کہا جائے تو لوقا 9باب 23 آیت میں مسیح اپنے شاگردوں کو کیا کرنے کا حکم دیتا ہے؟ ”اپنی خودی کا انکار کرو اور ہر روز اپنی صلیب اٹھاؤ“۔ اس حکم میں نفس کشی کی جانب کوئی اشارہ نہیں کیا گیا۔ اور اس سے مراد یہ بھی نہیں ہے کہ روزوں کے دنوں میں میں چیونگ گم نہیں گھاؤں گا۔ اس حکم میں ایسی کوئی بات نہیں کہی گئی۔ اس کے برعکس مسیح نے کہا کہ مسیحیوں کو اپنی خودی کا انکار کرنا ہے۔ مسیح کی خودی سے مراد ہماری پرانی انسانیت، پرانا طرزِ زندگی اور پرانی عادات تھیں۔ تبدل سے پہلے ہم پرانے اطوار کے قبضہ میں

تھے۔ اور پرانی انسانیت ہماری روزمرہ کی زندگی کا ایسا حصہ اور وظیرہ تھا کہ وہ ہماری دوسری سرشت بن کر رہ گئی۔ ہم گناہ میں پیدا ہوئے تھے لیکن ہمارے اندر ایک مخصوص طرزِ گناہ پیدا ہو گیا ہے۔ اور ہماری پرانی زندگی ہمیں بیدینی کی جانب لے گئی۔ اس لیے کلام کہتا ہے کہ ایک ایماندار کو ہر روز اپنی خودی کا انکار کرنا چاہیے۔ خودی سے ہر روز کا انکار ایماندار کے اندر ایک مسلسل جہد و جہد کی موجودگی کا اشارہ ہے۔ ایک ایماندار کے لیے صلیب کو موت کا نشان سمجھتے ہوئے ہر روز اپنی پرانی انسانیت اس پر مصلوب کرنے کی ضرورت ہے۔ صلیب اٹھانے سے مراد کوئی بھاری وزن اٹھانا نہیں ہے۔ اس طرح اپنی صلیب اٹھانے سے مراد مقامِ موت تک جانا ہے۔ مراد یہ کہ اپنے پرانے جبکی اطوار کو مارنا۔ لیکن یہی کافی نہیں ہے۔ جب بھی خدا کسی شے کو اُتارنے کی بات کرتا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ وہ کسی شے کو پہننے کے بارے میں بھی بیان کرتا ہے۔ پرانی باتوں کو چھوڑنے کے ساتھ ساتھ اثباتی طور پر آپ کو ہر روز مسیح کے ساتھ ساتھ چلنے یا اُس کی پیروی کرنے کی ضرورت بھی ہے۔ اپنے آپ کو دینداری کے لیے تربیت کرنے کا مطلب بھی یہی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ کو مسلسل اپنی خودی کا انکار کرنا اور مسیح یسوع کی بلا ناغہ تقلید کرنا ہے۔ خدا کے بیٹے کی تقلید میں آپ کی یہ بلا ناغہ سعی آپ کی فطرت کا حصہ بنتی چلی جاتی ہے۔ پرانی انسانیت کو اُتارنے اور نئی انسانیت کو پہننے میں روح القدس آپ کی مدد کرتا ہے۔

آپ کا نیا طرزِ زندگی حقیقی راستبازی اور قدوسیت کا عکاس بنتا جاتا ہے۔ آدم کے گناہ کی وجہ سے آپ میں خدا کی صورت پاماں اور مسخ ہو چکی تھی لیکن مسیح کی راستبازی اور آپ میں اُسکی قدوسیت کے عمل سے خدا کی صورت دوبارہ بحال ہوتی جاتی ہے۔ دینداری بذریعہ تربیت اسی بنیادی بات کا نام ہے۔ دینداری خدا کے فضل سے دوبارہ اُس کے ہمشکل بننے کا نام بھی ہے۔ جب کوئی شخص اپنی روزمرہ کی زندگی کو تربیت کے ذریعہ دینداری کی جانب راغب کرتا ہے تو اُس کی زندگی میں کوئی حیرت انگیز بات وقوع پزیر ہوتی ہے۔ بے شک بروک روپسن کی زندگی میں ایسا وقت یا موقع بھی ضرور تھا جب

اُسے اچانک معلوم ہوا کہ وہ جو کچھ کر رہا تھا یہ عمل اُس کے تصورات میں بھی نہ تھا۔ لیکن بیس بال کا کھیل اُس کے لیے اس طرح فطری بن گیا جیسا کہ ہم فطری وطبعی طور پر کسی گلڈنڈی پر چلتے ہیں۔ اسی طرز پر خُدا نے ہمیں خلق کیا ہے۔ خُدا نے ہمیں ایک ایسی حیرت انگیز صلاحیت بخشی ہے جسے ہم عادت کہتے ہیں۔ جب بھی ہم کسی عمل کو طویل عرصہ تک کرتے ہیں تو وہ ہمارا حصہ بن جاتا ہے۔ مثال کے طور پر آج آپ نے اپنی قمیض کے بٹن اور پرسے نیچے یا نیچے سے اور بند کیے تھے؟ آپ کو اس سوال کے جواب میں ایک منٹ لگ گیا کیوں؟ شاید آپ کو یاد بھی نہیں کہ آپ نے یہ عمل کیسے کیا تھا۔ آپ اپنی قمیض کے بٹن بغیر گھری سوچ کے بند کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ آپ بٹن بند کرنے سے پہلے دانستہ طور پر اپنے آپ سے یہ نہیں کہتے کہ اب میں اپنی قمیض کے بٹن بند کرنے جا رہا ہوں اور میں اور پرسے نیچے کی جانب بٹن بند کروں گا۔ آپ کسی قدر گھری سوچ و بچار کے بغیر ہی بٹن بند کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ وہ صلاحیت یعنی عادت ہے جو خُدا نے ہمیں بخشی ہے۔ ایک مثال پیش کرتے ہیں۔ تصور کریں جب آپ پہلی مرتبہ موڑ سائیکل پر سوار ہوئے تھے تو یہ کیا ہی خوفناک تجربہ تھا؟ آپ نے موڑ سائیکل پر سوار ہو کر سوچا یہ اس کا پہیہ ہے (جو کہ آپ کو دس گناہ بڑا محسوس ہوا) اور یہ گیئر ہے اور سامنے یہ ایک پیچیدہ کنٹرول پینل ہے اور نیچے پاؤں رکھنے کے پیڈل موجود ہیں۔ مجھے ان سب کا استعمال سیکھنا ہے کہ یہ کیسے سب مل کر کام کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مجھے سڑک کی اطراف اور درمیان میں بنی لکیروں کو بھی غور سے دیکھنا ہے۔ اور سڑک پر بنے ہوئے ٹریفک کے اشاروں کا بھی خیال رکھنا ہے۔ پہلی دفعہ موڑ سائیکل پر سوار ہوتے ہوئے آپ نے کہا ہوگا میں یہ سب کچھ کیسے کر سکوں گا؟ کیا آپ کو یہ سب یاد رہے گا؟ لیکن اب آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ اندھیری رات میں بھی اپنی کار میں بغیر بہت لمبا عرصہ سوچ و بچار کے گھس جاتے ہیں اور کار کو چابی لگا کر اسٹارٹ کرتے اور گاڑی کو گیئر میں ڈال کر اپنے گیراج سے بیک کر کے سڑک پر چلانا شروع کر دیتے ہیں۔ کیا ہی حیرت انگیز بات ہے آپ ایک پیچیدہ عمل کو غیر شعوری طور پر سرانجام

دے رہے ہوتے ہیں۔ بروک رابنسن کے بارے میں سوچیں کہ اُس نے کیسے یہ سب کچھ سیکھ لیا؟ آپ کیسے سیکھتے ہیں؟ اور اُس نے کیسے سیکھا؟ مشق اور ایک منظم تربیت سے۔ آپ ایک عرصہ تک گاڑی چلاتے ہیں اور پھر وہ آپ کی فطرت کا حصہ بن جاتا ہے۔ یہ عمل آپ کی دوسری فطرت بن جاتا ہے۔ یہی سب کچھ پُس رسول پیغمبر مسیحیس کو بتار ہاتھا۔ عبرانیوں کے خط کا مصنف بھی اس معاملہ کے بارے میں بیان کرتا ہے (5 باب 13 سے لیکر)۔ جہاں پر وہ عبرانی مسیحیوں کو سرزنش کرتا اور جھٹکتا ہے کہ اگرچہ انہوں نے کلامِ خدا کی تعلیم تو بہت حاصل کی ہے لیکن انہوں نے اس سے فائدہ حاصل نہیں کیا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ وہ اس تعلیم کو عمل میں نہیں لائے۔ لہذا انہیں دوسروں کو تعلیم دینے کے لیے ابھی بھی پہلے خود تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ پُس رسول کہتا ہے کہ دودھ پیتے ہوئے کو استبازی کے کلام کا تجربہ نہیں ہوتا کہ وہ بچہ ہے۔ وہ ندید کہتا ہے کہ سخت غذا (گوشت جیسی ٹھووس غذا) پوری عمر والے کے لیے ہوتی ہے۔ ایسوں کے بارے میں اُس نے کہا اُس کے حواس کام کرتے کرتے نیک و بد میں امتیاز کرنے کے لیے تیز ہو گئے ہیں۔ اس طرح دینداری کی تربیت دینداری کی جانب رہنمائی کرتی ہے۔ ایسی تربیت دینداری کو ہماری زندگی میں عملی و فطری بناتی ہے۔ اگر وہ بات جو خدا آپ کو اپنے کلام میں کرنے کے لیے کہتا ہے اور آپ اُس کے حکم پر عمل کرتے ہیں تو فرمانبردار زندگی آپ کی ذات کا حصہ بن جائے گی۔ فوری اور آسان دینداری کا کوئی راستہ اور طریقہ موجود نہیں ہے۔

لیکن آپ احتجاج کریں گے کہ میں تو ایسا نہیں کر سکتا۔ آپ پہلے سے ایسا کرتے ہیں۔ آپ نے کسی نہ کسی شے کی مشق تو کی ہوگی۔ جس کے آپکے اندر کئی غیر ارادی نمونے اور مثالیں موجود ہیں۔ بحیثیتِ گنہگار شخص آپ گناہ کی جانب راغب ہوتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے بدکردار اعمال کی مشق کی جو آج آپ کی زندگی کا حصہ بن گئے ہوں گے۔ جس طرح ایسے اعمال ہم سب کی زندگیوں کا حصہ ہیں اس طرح اس بات میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ ہمارے اندر عادت کی صلاحیت موجود ہے۔ اصل مسئلہ

تو یہ ہے کہ ہماری یہ عادت کی صلاحیت غلط طور سے غیر صحیح مقاصد کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ عادت کی صلاحیت ثابت اور نفی دونوں طریقوں سے کام کرتی ہے۔ یہ ان دونوں مقاصد میں سے ایک کے لیے عمل میں لائی جاتی ہے۔ آپ عادی زندگی سے اجتناب نہیں کر سکتے کیونکہ خُدا نے آپ کو ایسا ہی پیدا کیا ہے (مگر خُدا نے ہمیں گناہ کی عادت میں پیدا نہیں کیا تھا)۔ مراد یہ کہ خُدا نے آپ کو جینے کے لیے ایک ایسی صلاحیت سے نوازہ جو ہر ایک عمل اور رد عمل میں غیر ارادی طور پر کام کرتی ہے۔ یہ خُدا کی بے پناہ برکت ہے کہ خُدا نے آپ کو اس طرح خلق کیا۔ یہ ناقابل برداشت بات ہو گی کہ اگر ہر دفعہ ایک کام کے لیے آپ کو ارادی طور پر پہلے سوچ و بچار کرنا پڑے۔ ذرہ سوچیں اگر آپ ہر زور اپنے آپ سے یہ سوال کریں کہ دیکھتے ہیں کہ میں اپنے دانت کیسے صاف کرتا ہوں؟ پہلے مجھے ٹوٹھ پیسٹ حاصل کرنا ہو گا اور پھر اسے برش پر لگا کر اپنے دانتوں کر رکڑنا ہو گا وغیرہ وغیرہ۔۔۔ یہ بات بہت سودمند ہے کہ آپ کو دانت صاف کرنے کے عمل میں ہر ایک شے کے بارے میں ارادی طور پر سوچ و بچار کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اور اگر آپ کو ہر ایک عمل میں ایسا کرنا پڑے تو شاید آپ نصف شب تک بھی ناشتہ نہ کر سکیں۔ لیکن تربیت اور مشق بخود بے اعتنا یا غیر جانبدار ہے۔ یہ برکت اور لعنت کا باعث بن سکتی ہے جس کا دار و مدار اُس عمل پر ہے جو آپ کرتے ہیں۔ جو کچھ آپ اپنی زندگی میں کرتے ہیں وہ اہم ہوتا ہے اور یہ آپ کی عادت کی اہلیت بھی ہوتی ہے۔ پھر اپنے دوسرے خط کے 2 باب 14 آیت میں ان لوگوں کے بارے میں لکھتا ہے جن کے دل لاچ کے مشتاق ہیں۔ (متجم کی توضیح: اردو میں جس لفظ کا ترجمہ مشتاق کیا گیا ہے یونانی متن کے اُس لفظ کا اصل مفہوم سکھانا یا تربیت دینا ہے۔ جس کے لیے RSV ترجمہ میں trained بمعنی تربیت یافتہ اور NIV ترجمہ میں experts بمعنی ماہر جیسے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں)۔ یہاں پر بھی پُس رسول وہی لفظ استعمال کرتا ہے جو تیکھیں 4 باب 7 آیت میں استعمال کیا گیا ہے یعنی ”جمنازو“، بمعنی ریاضت یا تربیت حاصل

کرنا۔ اور اسی لفظ سے انگریزی کا لفظ جمناسٹک مشتق ہے۔ اردو ترجمہ میں وہ دل جو لاج کا مشتاق ہے مگر یونانی متن کی بنیاد پر اس کا ترجمہ یوں ہو گا ”ایسا دل جس کی من و عن لاج کے لیے تربیت کی گئی ہو،“ اور لاج ایسے شخص کی زندگی میں فطری عادت بن جاتی ہے اور ایسے شخص کا رو یہ غیر ارادی طور پر لاچی ہو گا۔ جبکہ آپ کے اندر خُدا نے عادت کی صلاحیت رکھی ہے اس لیے آپ کو اپنی زندگی اور غیر ارادی عوامل اور ردِ عمل کا محتاط مشاہدہ کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ کو اپنے طرزِ زندگی کو جانے اور اس کا کلام مقدس کی روشنی میں جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ جو کچھ آپ نے بچپن میں سیکھا تھا اور کہیں آپ یہ بالغ ہو کر بھی تو نہیں کر رہے۔ لمحہ بہ لمحہ آپ کو یہ جانے کی ضرورت ہے کہ آپ کس قدر خُدا کی مرضی کی بجا آوری میں تربیت پاتے جا رہے ہیں یا پھر گناہ کے عادی ہوتے جا رہے ہیں۔ دینداری حاصل کرنے کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنی زندگی کو دینداری کی سمت رغبت کی تربیت کرنا۔ جیسے ہی اپنی پرانی گنہگار را ہوں کو معلوم کریں اُسی وقت ان کے مقابل کلامِ خُدا اپنی را ہوں کو اپنا کیں۔ تربیت پر یہ زندگی کا یہی مفہوم و مقصد ہے۔ تربیت سب سے پہلے اپنی شخصی جانچ اور پرکھ کا تقاضا کرتی ہے اور اس کے بعد اپنے گنہگار طرزِ زندگی کو ہر روز مصلوب کرنے اور پھر کلامِ مقدس میں دستیاب روح القدس کی ہدایت اور قوت میں مسیح یسوع کی پیروی کے لیے نئی را ہوں کو اپنانے کا نام ہے۔ دینداری کا باسلی راستہ سادہ اور آسان بھی نہیں ہے لیکن صرف یہی ایک ٹھوس اور مناسب راستہ ہے۔

مشورت یا صلاح حاصل کرنے والا شخص (Counselee) شاید آپ کی طرح حیران ہو کہ ایسی تبدیلی کس طرح ممکن ہے۔ شاید وہ یہ سوال کرے کہ کیا ایک پچاس سال کا شخص اپنی روشن یا عادات کو تبدیل کر سکتا ہے؟ میں نے ایک ایسے شخص کو اپنا شخصی تجربہ بتایا کہ آج کل میں اپنی کہن ساگلی میں بچپن کے کھیل ”یو-یو“ (yo-yo) (لٹونما کھیل) کی جانب متوجہ ہونے لگا ہوں۔ میں اس عمر میں بھی اپنے بچپن کے اس مشہور اور دلپسند کھیل کے بارے میں یاد کرتا ہوں۔ میرے زمانہ لڑکپن میں ”یو-یو“ کی

ڈنکین کمپنی مشہور تھی اور آج یہ کمپنی پلاسٹک کے یو۔ یو بناتی ہے جن میں دھات کی سلاخ ہوتی ہے۔ کئی دفعہ یہ دھاتی سلاخ ناکافی رگڑیا گھسا و مہیا کرنے کی وجہ سے دھاگا اس پر سے پھسل جاتا ہے۔ پرانی طرز کے ”یو۔ یو“ لکڑی کے ہوتے تھے اس لیے ان میں سلاخ بھی لکڑی کی ہوتی تھی۔ اگر آپ اس کھیل کی کچھ عرصہ مشق کرتے تھے تو آپ ”یو۔ یو“ جہاں بھی چاہتے ہیں چلا سکتے ہیں حتیٰ کہ اپنے سر پر بھی۔ میں ایک سال قبل ”یو۔ یو“ کے بارے میں سب کچھ بھول چکا تھا۔ جب ایک دن میرے بچے بازار سے ”یو۔ یو“ کے ساتھ گھر لوئے لیکن ان کو معلوم نہیں تھا کہ اس کو کیسے چلا�ا جائے۔ میں نے سوچا کہ میرے بیٹے کو ”یو۔ یو“ چلانا نہیں آتا۔ اور اس وقت اُس کو سکھانے والا بھی کوئی نہیں تھا۔ اور میں نہیں چاہتا تھا کہ میرا بیٹا اُداس ہو۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں اُس کو ”یو۔ یو“ چلا کر دکھاؤں گا۔ میں نے ایک طویل عرصہ سے ”یو۔ یو“ کو ہاتھ تک نہیں لگایا تھا۔ میں نے ”یو۔ یو“ کو اپنے ہاتھ میں لیا اور اُس سے سکھایا کہ دھاگے کو اپنی انگلی سے کس طرح باندھنا ہے۔ میرے بیٹے کو تو یہ بھی معلوم نہ تھا کس دھاگے کو کس انگلی سے باندھنا ہے۔ میں نے دھاگا کا اپنی انگلی سے باندھا اور ایک دو جھٹکوں میں ”یو۔ یو“ چلانا شروع کر دیا۔ مگر ”یو۔ یو“ ایک دو چکروں کے بعد رُک گیا۔ میرے بیٹے کی آنکھیں ڈنر پلیٹ کی طرح بڑی ہو گئیں۔ میں نے پھر ایک دو دفعہ ایسے ہی مشق کی تو جلد ہی وہی بچپن کے جو ہر واپس آنا شروع ہو گئے۔ حتیٰ کہ اس پلاسٹک کے ”یو۔ یو“ کے ساتھ میں نے جلد ہی پرانے کرتب دکھانا شروع کر دیئے۔ میں اپنے بچوں کے ساتھ اچھلنا شروع ہو گیا۔ اس سارے عمل میں مجھے چند دفعہ کی مشق کرنا پڑی اور ایسا لگنے لگا کہ مجھے پھر ”یو۔ یو“ پر مہارت ہو گئی ہے۔

ایک پچاس سال کا شخص کیسے تبدیل ہو سکتا ہے؟ کیا آپ کے ساتھ بھی ایسا ہو سکتا ہے؟ کیا آپ واقعی مختلف ہو سکتے ہیں؟ کیا آپ اس عمر میں تبدیلی کے ذریعہ ایک نئی زندگی یعنی دینداری کی زندگی شروع کر سکتے ہیں؟ فی الحقيقة ایسا ممکن ہے! یہی میں نے مشورت حاصل کرنے والے شخص سے

کہا۔ میں نے اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے اُسے کہا جب میں دس سال کا تھا تو میں نے ”یو-یو“ چلانا سیکھا اور اب بہت سالوں کے بعد جب میں نے دوبارہ ”یو-یو“ اپنے ہاتھ میں لیا تو میں نے محسوس کیا کہ میرے اندر وہ پرانی مہارت ابھی بھی باقی تھی۔ سوال یہ نہیں کہ کیا پچاس سالہ شخص تبدیل ہو سکتا ہے اصل سوال تو یہ ہے کہ آیا ایک شخص کسی سیکھی ہوئی بات کو تبدیل کر سکتا ہے؟ جب میں دس سال کا تھا تو میں نے ”یو-یو“ چلانا سیکھا جسے میں ہرگز نہیں بھولا۔ شاید آپ نے عرصہ دراز سے سائیکل نہیں چلا یا مگر آپ کو معلوم ہے کہ جب بھی آپ دوبارہ چلانا چاہیں گے آپ با آسانی چلا سکتے ہیں۔ شاید آپ کو دوبارہ ایسا کرنے میں پانچ منٹ سے زیادہ وقت درکار نہ ہو۔ آپ فوراً سائیکل چلانا شروع کر دیں گے۔ ایک بار پھر سوال یہ نہیں کہ ایک پچاس سالہ شخص تبدیل ہو سکتا ہے بلکہ یہ کہ کوئی شخص بچپن سے بُری عادات میں مبتلا ہو گیا اور یہ عادت اُس کی زندگی کا مشقی حصہ بن گئی اور اُس نے تمیں سال اسی محک عمل میں گزارے ہیں تو کیا اب بھی وہ تبدیل ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب ہاں میں دیا جائے گا۔ بے شک خُدا کے فضل سے وہ تبدیل ہو سکتا ہے۔ جب آپ اپنے آپ کو استبازی کے لیے تربیت دیتے ہیں تو اس عمل میں آپ اکیلے شریک نہیں ہوتے بلکہ خود خُدا ہمارے اندر یہ کام سرانجام دے رہا ہوتا ہے (فلپیوں 2 باب 13 آیت)۔

آپ کے اندر تمام تر تقدیم، راستبازی اور دینداری روح القدس کا پھل ہے (گلنتیوں 5 باب 22 تا 23 آیات)۔ یہ فقط روح القدس کی قدرت ہی ہے جو ہمارے اندر گنہگار عادات کی جگہ راست عادات پیدا کرتی ہے چاہے کوئی شخص دس سال کا ہو یا پچاس سال کا۔ خُدانے کبھی بھی ایسا نہیں کہا کہ اگر انسان چالیس، پچاس یا اُسی سال کا ہو جائے تو اُس کا تبدیل ہونا ناممکن ہے۔ ابراہام کی جانب دیکھیں اُس کی زندگی میں کیا ہوا؟ خُدانے اُس کے بڑھاپے میں تبدیلی کا کام سرانجام دیا۔ روح القدس جب چاہے کسی بھی شخص کو تبدیل کر سکتا ہے۔ اس لیے بحیثیتِ ایک مسیحی ہمیں کبھی بھی تبدیلی سے

خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے۔ ہمیں دینداری پر منی تبدیلی کا یقین کرنا چاہیے۔ مسیحی زندگی اصل میں مسلسل تبدیلی کا نام ہے۔ اس لیے کلام مقدس میں اس کے لیے ”چلنے“ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے (مترجم کی توضیح: جیسا کہ ۱ یوہنا باب ۷ آیت میں لکھا ہے اگر ہم روشنی میں چلتے ہیں تو۔۔۔)۔ ہم اس زندگی میں کبھی بھی نہیں کہہ سکتے کہ میں نے تو استبازی کا کام مکمل کر لیا ہے۔ اور کبھی کوئی یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اب مجھے خدا کے کلام میں سے سکھنے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ اور ایسا کہنا بھی ممکن نہیں کہ مجھے کل سے کسی شے کے سکھنے، اُس کی مشق کرنے اور اس کی مہارت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی شخص یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اب میرا گناہ سے پالا نہیں پڑے گا۔ جب مسیح نے کہا تھا کہ اپنی صلیب ہرز و راٹھاؤ اور میرے پیچھے آؤ تو اُس نے اس طرح کی ہر سوچ کو رد کر دیا تھا۔ مسیح نے کلام میں ایک مسیحی کی زندگی میں ہر روز تبدیلی کے لیے جدوجہد اور سعی کی بات کی تھی۔ آپ تبدیل ہو سکتے ہیں اگر خدا کا روح آپ میں بسا ہوا ہے۔ اگر روح القدس آپ کی زندگی میں نہیں بسا ہے تو پھر تبدیلی کی کوئی امید بھی نہیں ہو سکتی۔ بہت سارے مسیحی تبدیلی کی امید کا دامن چھوڑ دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ فوری تبدیلی چاہتے ہیں۔ اصل میں وہ بغیر کسی جدوجہد اور سعی کے تبدیلی چاہتے ہیں۔ اور لوگ اکثر ایسا اُس وقت کرتے ہیں جب وہ کامیابی کی دلیل پر قدم رکھ رہے ہوتے ہیں۔ وہ حاصل کرنے سے پہلے ہی رُک جاتے ہیں۔ عام زندگی میں کسی نئے کام کی اطمینان بخش انجام دہی کے لیے بھی ایک شخص کو تین ہفتوں کا دورانیہ درکار ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد وہ شخص مزید تین ہفتوں میں وہ کام کو فطری طور پر سرانجام دے سکتا ہے۔ اگر بہت سارے مسیحیوں کو دیکھا جائے تو وہ تو تین ہفتے بھی برداشت نہیں کرتے اور ماہیوس ہو جاتے ہیں۔ اگر ان کو فوری کامیابی نہیں ملتی تو وہ حوصلہ ہار دیتے ہیں۔ وہ فوری دینداری چاہتے اور اگر ایسا نہ ہو تو وہ اس سے نا امید ہو جاتے ہیں۔

تحوڑی دیر کے لیے اس مسئلہ کے بارے میں سوچیں۔ اُس وقت کو یاد کریں جب آپ نے پہلی

دفعہ آئس سکیٹ کرنا سیکھا تھا۔ جب آپ اس کے لیے پہلی دفعہ برف پر گئے تھے تو کیا ہوا تھا؟ آپ کو معلوم ہے کہ کیا ہوا تھا۔ ایک ہی لمحہ میں آپ برف پر پھسل کر گر گئے تھے اور آپ کے کپڑے بھی گیلے ہو گئے تھے۔ اور ایک عرصہ تک ایسا ہوتا تھا جب بھی آپ اٹھ کر چلنے کی کوشش کرتے تو فوراً گر جاتے تھے۔ کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہوگا جس نے آئس سکیٹ کرنا بغیر نیچے گئے ہوئے سیکھا ہوگا۔ جب آپ پہلی دفعہ پھسل کر برف پر گرے ٹھٹھر رہے تھے تو اُس وقت آپ ایک فیصلہ کر رہے تھے۔ کیا مجھے آئس سکیٹ سیکھنا چھوڑ دینا چاہیے یا پھر اس کو جاری رکھنا چاہیے۔ شاید آپ میں سے کئی لوگوں نے پہلی یا دوسری دفعہ گرنے کے بعد آئس سکیٹ نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہوگا اور آج تک آئس سکیٹ کرنے کے بارے میں دوبارہ نہیں سوچا۔ بہت سارے لوگ اُسی لمحہ جب وہ پہلی دفعہ کرتے ہیں ایسا ہی فیصلہ کرتے ہیں۔ وہ شرم کے مارے، خوف زدہ ہو کر یا پھر اس کو مشکل سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے کپڑے جھاڑتے ہیں اور دوبارہ اٹھ کھڑے ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں اور دوبارہ کوشش کرتے ہیں۔ وہ گرتے ہیں بلکہ بار بار گرتے ہیں تو تھوڑا عرصہ کے بعد ایک ثابت بات کے وقوع ہونے کو دیکھتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ آپ کسی شے کو جانیں آپ بار بار گرتے ہیں۔ اگر آپ دوبارہ اٹھنے کے بعد ایک عرصہ تک آئس سکیٹ کی مشق کرتے ہیں تو آپ اپنے بدن کو متوازن رکھنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ ایک وقت ہوتا ہے جب آپ کوئی عمل سرانجام دینا شروع کرتے، اُس کو مسلسل انجام دیتے ہیں اور پھر وہ یہ آپ کی زندگی کا فطری حصہ بن جاتا ہے۔ لیکن ایسا تب ہی ہوتا ہے جب آپ ایک طویل عرصہ تک اس سارے عمل کی برداشت کرتے ہیں۔ شاید آپ کسی دوسرے شخص کے ساتھ مسح کے بارے میں بات کرنے سے خوف زدہ ہیں۔

ممکن ہے کہ آپ نے ایسا کرنے کی ایک یادوبار کوشش بھی کی ہوگی اور اس کے بعد آپ خاموش ہو گئے ہیں۔ آئیے تصور کریں کہ اس عمل میں آئس سکیٹ سیکھنے کی پہلی کوشش کی طرح برف پر گر کر آپ

کے کپڑے گیلے ہو گئے ہیں۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ کیا یہ ایک بڑی بات ہے؟ اور کیا اس طرح مایوس ہو کر دست بردار ہونے کی یہ اچھی ایک وجہ ہے؟ یقینی طور پر ایسا درست نہیں ہے۔ یہ تو محض سیکھنے کے عمل کا ایک اہم حصہ ہے۔ تصور کریں کہ آپ کے لیے کلام مقدس کا مطالعہ کرنا اور بلا ناغہ دعا کرنا دلچسپی کا باعث نہیں رہا۔ کیا آپ کی غیر دلچسپی اس عمل کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ دینے کی اچھی وجہ ہو سکتی ہے؟ نہیں ایسا نہیں ہے! شاید آپ کے ذہن میں کلام مقدس کے مطالعہ اور دعا کرنے کا کوئی لائجِ عمل تھا کہ میں اس ہفتے میں کلام کا فلاں حصہ مطالعہ کروں گا اور اگلے ہفتہ میں مختلف حصہ۔ اس طرح اگر آپ آئس سکیٹ کی تین ہفتے متواتر مشق کرتے ہیں تو آپ کی اس میں اور دلچسپی بڑھے گی۔ اگر آپ واقعی دینداری حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو برف کے اوپر رہنا ہو گا (جس طرح آئس سکیٹ میں برف سے دور رہ کر نہیں سیکھا جا سکتا)۔ محض کپڑوں کا گیلا ہو جانا آپ کی حوصلہ شکنی کا باعث نہیں ہونا چاہیے۔ اگر آپ اپنے کپڑوں کی پرواہ نہ کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں تو اگلی شے جو آپ کو جانے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ آپ بار بار گر سکتے ہیں۔ میں لوگوں کو مشورت دینے کے عمل کے دوران اکثر اور مسلسل غیر معمولی مسیحیوں کی زندگی میں ناکامی کو دیکھتا ہوں۔ اور زیادہ تر لوگوں میں اس ناکامی کا باعث برداشت کا نام ہوتا ہے اسی لیے وہ دست بردار ہو جاتے ہیں۔ شاید دینداری کے حصول کے لیے یہ عنصر کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ کبھی بھی ”آئس سکیٹ“، ”یو-یو“، موڑ سائیکل اور اپنی قمیض کے بٹن بند کرنا نہ سیکھتے اگر آپ مستقل مزاج نہ ہوتے۔ آپ یہ سب کچھ اس لیے سیکھ سکے کہ آپ نے ناکامی کے باوجود برداشت اور مستقل مزاج کا مظاہرہ کیا۔ ایسا مظاہرہ آپ نے خجالت اور پریشانی کے ساتھ اُس وقت تک کیا جب تک کہ یہ عوامل آپ کی زندگی کا فطری حصہ نہ بن گئے۔ آپ جو کرنا چاہتے تھے اُسے مشقی بنیادوں پر کیا۔ خُدا اکہتا ہے کہ دینداری کے لیے بھی یہی بات صادق ہے۔

جب بائبل مقدس انسانی کوشش اور جدوجہد پر زور دیتی ہے تو اس بارے میں ہمیں غلط فہمی کا شکار

نہیں ہونا چاہیے۔ ہم یہاں پر انسانی جسمانی اعمال کی بجائے فضل کی بنیاد پر انسانی کوشش اور اعمال کی بات کر رہے ہیں۔ جو کام دینداری پیدا کرتا ہے وہ روح القدس سے جُداؤ کوشش نہیں ہے۔ اس کے برعکس اگر کوئی شخص دینداری کے لیے برداشت کرتا ہے تو وہ فقط روح القدس کی قدرت کے ساتھ ہی ایسا کر سکتا ہے۔ شاید ایک شخص اپنی کوشش سے سکیٹ تو سیکھ لے مگر دینداری کی تربیت میں اپنی کوشش سے ثابت قدم نہیں رہ سکتا۔ ایک مسیحی اس لیے اچھے کام سرانجام دے سکتا ہے کیونکہ پہلے روح القدس اُسکے اندر کام سرانجام دیتا ہے۔ روح القدس کا کام متصوفانہ (Mystical) نہیں ہے اور اکثر لوگ اُس کے کام کو ایک پیچیدہ اور پُر اسرار تصور کرتے ہیں۔ روح القدس خود یہ بیان کر چکا ہے کہ وہ کیسے ہم میں کام کرے گا۔ وہ بنیادی اور بالعوم طور پر کلام مقدس کے ذریعے ہی کام کرتا ہے۔ بابل مقدس روح القدس کی کتاب ہے۔ اور وہ روح القدس ہی کا الہام ہے۔ روح القدس نے کلام مقدس کے ہر ایک مصنف کو ایسے حیرت انگیز الفاظ بخشنے جو میں اور آپ پڑھتے ہیں۔ اس لیے یہ اُسی کی کتاب ہے۔ یہی ایک آلہ ہے جس سے روح القدس ہم میں اپنا کام سرانجام دیتا ہے۔ روح القدس نے ہمیں یہ کتاب اس لیے نہیں دی کہ ہم دینداری کے عمل میں اس کی طرف متوجہ ہی نہ ہوں۔ دینداری کا عمل نفوذ کے ذریعے وقوع پر نہیں ہوتا۔ آپ کے اپنے تصورات اور کوششیں دینداری پیدا نہیں کر سکتیں۔ دینداری کے لیے دُعا کے ساتھ کلام مقدس کے مطالعہ کی عملی فرمانبرداری کے علاوہ اور کوئی آسان راستہ موجود نہیں ہے۔

روح القدس نے بابل کے مصنفین کو بڑی قدرت سے ملبس کیا اور ان کو کلام مقدس کی تصنیف کے لیے موزوں اور منفرد بنایا۔ روح القدس کی ہی پُر فضل گنگانی کے تحت انہوں نے اُس وقت کے حالات و واقعات کے پس منظر میں کلام کو رقم کیا۔ اس طرح بابل کے مصنفین نے صرف وہی رقم کیا جس سے روح القدس ہماری روحانی ضروریات پوری کرنا چاہتا تھا۔ روح القدس اس قدر محتاط تھا کہ کلام مقدس میں ایک لفظ کی بھی خطانہ ہو۔ اس سے روح القدس کی اپنی کتاب لاخطا لیعنی اغلاط سے برا ہے۔

یہ مکمل طور پر سچی اور بے خطا ہے۔ یہ خُدا کا ایسا کلام ہے جس پر کامل انحصار کیا جا سکتا ہے۔ یہ سب کچھ روح القدس کا کام ہے۔ آپ کے خیال میں ایسا سب کچھ کرنے کے بعد کیا آج روح القدس آپ کو باABEL کے سنجیدہ مطالعہ اور اس کے اطلاق کے بغیر فوری دینداری دے گا؟ روح القدس اس طرح کام نہیں کرتا۔ روح القدس بنیادی اور عمومی طور پر اپنے کلام کے ذریعے کام کرتا ہے۔ اور اس کے کام کا یہی طریقہ ہے۔ اس لیے اگر آپ اپنے آپ کو دینداری کے لیے تربیت کرنا چاہتے ہیں تو اس کا ایک اہم جزوِ کلام مقدس کا باضابطہ، مسلسل اور وقف شدہ مطالعہ ہے۔ کلام مقدس کا سنجیدہ مطالعہ ہی ہمارے مسائل میں اس کے اطلاق کا موجب بن سکتا ہے۔

ہماری زندگی میں دینداری کے پہلو کلام مقدس کے تقاضوں کے مطابق آمادگی، دعا سیے اور مستقل فرمانبرداری کے ذریعے سے نمو پائیں گے۔ جب ہم کلام مقدس کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں خُدا سے دُعا میں مدد مانگنا چاہیے کہ وہ اس پر عمل کرنے کا فضل بخشنے۔ اسی مقصد کے لیے خُدا نے ہمیں اپنا روح القدس بخشنا ہے۔ لفظ فضل باABEL مقدس میں کئی ایک مفہوم کے ساتھ استعمال ہوا ہے جن میں سے ایک ”مدد“ بھی ہے۔ جب ہم خُداوند سے یہ مدد مانگتے ہیں کہ وہ مسیح کی فرمانبرداری اور اس کے ہمشکل بننے میں ہماری مدد کرے تو اس مقصد کے لیے روح القدس ہماری مدد کرتا ہے۔ جب لوگ روح القدس کے عطا کردہ کلام کو پڑھتے ہے تو وہ ان کی مدد کرتا ہے کہ وہ اُس کلام کو اپنی عملی زندگی میں اپنا لے۔ اس ضمن میں وہ (روح القدس) کلام مقدس کو پڑھنے کے بغیر ہماری مدد کا وعدہ نہیں کرتا۔

2۔ تیمتحیس 6 باب 16 آیت میں پُوس رسول چار باتوں یا پہلوؤں کے بارے میں بیان کرتا ہے کہ کلام مقدس ایمانداروں کی زندگی میں کس طرح کام کرتا ہے۔ اول: کلام مقدس ہمیں خُدا کے مطالبہ کے بارے سکھاتا ہے یعنی خُدا ہم سے کس عمل کا تقاضا کرتا ہے۔ دوئم: کلام مقدس ہم میں گناہ کے جرم کا احساس پیدا کرتا ہے جو ہم سے اُس کے آئین کے مطالبہ کی ناکامی کی وجہ سے سرزد ہوا ہے۔

سوم: کلام ہماری اصلاح کرتا ہے۔ چہارم: کلام راستبازی میں ہماری تربیت کرتا ہے۔ کلام مقدس کا ہمارے لیے چوتھا فائدہ یہ ہے کہ اس سے راستبازی کے لیے ہماری تعمیری تربیت ہوتی ہے۔ اگر آپ ہر روز باطل مقدس اپنے استعمال میں لائیں گے تو یہ کتاب مقدس آپ کی تربیت کرے گی۔ تعمیری اور تربیت یافہ زندگی ہی آپ کی ضرورت ہے۔ تعمیر و تربیت ہی آزادی فراہم کرتی ہے۔ اسی سوچ کے خلاف ہماری ساری زندگی گزر گئی ہے۔ آج بعض لوگ کہتے ہیں کہ تربیت سے کنارہ کشی ہی آزادی کے حصول کا راستہ ہے۔ لیکن تصور کریں کہ میں آرگن کو بجانا سیکھنا چاہتا ہوں اور میں نے ہر طرح کی تربیت کو بھولنے کا فیصلہ کیا ہے۔ میں اس کے بارے میں تمام تر اصولوں کو نظر انداز کروں گا اور تعمیری تربیت کو غیر ضروری سمجھوں گا۔ اور شاید میں یہ کہوں کہ میں موسیقی کے اصولوں کے بغیر آزادی سے آرگن بجانا چاہتا ہوں۔ میں نے اپنی آرگن کو بلا سوچ سمجھے بجانا شروع کر دیا اور یکدم غیرہم آہنگ آوازوں کا ایک شور برپا ہو گیا۔ میری تربیت سے آزادی کی وجہ سے لوگ اپنے کانوں میں انگلیاں ڈالنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ کیونکہ میں نے اس ساز کو بجانے کی تربیت حاصل نہیں کی۔ اس لیے میں آرگن پر کوئی گیت نہیں بجا سکتا۔ لیکن اگر میں موسیقی کے سُروں اور اصولوں کو سیکھنے کے ایک طویل سفر کا فیصلہ کرتا ہوں تو دن بدن، ہفتہ بہ ہفتہ سیکھوں گا جب تک کہ میری انگلیاں آرگن پر خود بخود ترتیب اور تیزی سے چلنا نہیں شروع ہو جاتیں۔ اس طرح میں کوئی بھی ساز سیکھوں گا۔ اگر میں اس مشق کو جاری رکھتا ہوں تو ایک وقت آئے گا جب میں موسیقی کی کتاب کو دیکھے بغیر بھی بجا سکوں گا بلکہ میں خود اپنی دھنیں بھی ترتیب دے سکتا ہوں۔ لیکن ایسا اُسی وقت ہو گا جب میں تربیت کا راستہ اختیار کروں گا۔ اس کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے تعمیری تربیت حاصل کی جائے تو پھر آزادی بھی حاصل ہوتی ہے۔ آزادی آئین اور اصولوں کے ذریعے آتی ہے۔

ریل گاڑی کب زیادہ آزادی سے چلتی ہے؟ کیا اُس وقت جب پڑی سے اُتر کر کھیتوں میں گھس

جائے یا پھر اپنی مخصوص پڑی پر رہتے ہوئے چلتی ہے؟ ریل گاڑی اپنی پڑی پر چلتے ہوئے ہی آزادی سے سفر کر سکتی ہے۔ جب وہ پڑی پر ہوتی ہے تو ہمواری اور آسانی سے چلتی ہے کیونکہ ریل گاڑی کے چلنے کے لیے صرف وہی رستہ بنایا گیا تھا۔ ریل گاڑی کو اپنی پڑی پر ہی رہنا ہے کیونکہ وہ بنائی ہی اسی طرز سے گئی ہے کہ پڑی کے بغیر یا پڑی سے اُتکر چل ہی نہیں سکتی۔ خُدا کی پڑی یا رستہ اُس کا اپنا کلام ہے۔ خُدا کی گول دُنیا میں آپ مرتع شکل میں زندگی نہیں گزار سکتے آپ کا مکار اور ضرور چاروں کونوں سے ہو گا۔ اس لیے زندگی کے لیے ایک ساخت اور ترتیب کی ضرورت ہے۔ اور زندگی کی یہ ترتیب کلام مقدس میں موجود ہے۔ ہم خُدا کے فضل سے یہ تربیت حاصل کرتے ہیں تاکہ دیندار شخص بن جائیں اس لیے آپ کو چاہیے کہ باقاعدگی سے اور دعا کے ساتھ کلام مقدس کا مطالعہ کریں اور اسے اپنی زندگی کا حصہ بنائیں باوجود اس کے آپ کے احساسات کیسے بھی ہوں۔ یہ آخری نقطہ سب سے مشکل کام ہے کیونکہ ہم اپنی ناپسندیدگی کی وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں۔ آپ شاید صحیح سوریے اٹھانا نہیں چاہتے۔ لیکن آپ کو ایسا محسوس کرنے کے باوجود یہ کام کرنا ہے۔ آپ جب اُٹھ بیٹھتے ہیں تو مختلف محسوس کرتے ہیں۔ اور آپ خوشی محسوس کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے ناپسندیدہ احساسات کے خلاف یہ اہم کام کیا۔ اس فیصلہ کے بعد آپ اپنے احساسات کے دباؤ کے بغیر سارا دن خُدا کی فرمانبرداری کے لیے ایسے ہی فیصلے کرنا چاہیں گے۔ بہت ساری چیزیں ہیں جو ہم اکثر نہیں کرنا چاہتے۔ ہمارے سامنے دو، ہی راستے ہیں جود و طرح کے مذاہب اور دو طرح کی اخلاقیات کے عکاس ہیں۔ پہلا مذہب اور اخلاقیات کہتی ہے کہ ”میں اپنے احساسات کے مطابق جیوں گا۔“ دوسرا مذہب اور اخلاقیات کہتی ہے کہ ”میں خُدا کے فرمان اور آئین کے مطابق جیوں گا۔“ اس ساری کہانی کی کڑیاں باغ عدن سے جا ملتی ہیں۔ خُدانے آدم سے اپنے آئین کی فرمانبرداری کا مطالبہ کیا تھا۔ اور شیطان نے انسان کو خواہش کی بنا پر بہ کایا تھا۔ آنکھوں کی خواہش، جسم کی خواہش اور زندگی کی شیخی (یوحننا 2 باب 6 آیت)۔

پیدالیش 3 باب 6 آیت)۔ جب انسان نے گناہ کیا تو وہ فرمان پر منی زندگی کو چھوڑ کر خواہش مرغوب زندگی کو محبت کرنے لگا۔ ایسے احساسات گناہ کا موجب بنے۔ اس کے عکس خُدا کے احکام پر منی زندگی دینداری اور قدوسیت کی جانب بڑھتی ہے۔ ایسی زندگی کا انحصار بائبلی تربیت پر ہے۔

کیا آپ دینداری کی زندگی گزارتے ہیں؟ اگر ایسا نہیں ہے تو آپ اس کے بارے میں کیا کرنا چاہتے ہیں؟ دینداری کا ایک ہی ممکنہ راستہ ہے: آپ کو دینداری کے لیے اپنی تربیت کرنی ہے۔ لیکن کوئی شخص بھی اس وقت تک دینداری حاصل نہیں کرتا جب تک کلام مقدس کے مطابق خُدا کے خلاف اس کے اندر گناہ کا احساس پیدا نہیں ہوتا۔ اگر آپ حقیقی طور پر نادم ہیں کہ آپ نے خُدا کو آج تک نظر انداز کیا اور اپنی بے دینی میں جیتے رہے تو آج خُدا کے بیٹے پر ایمان لا سیں۔ مسیح یسوع ہی واحد راست باز ہے۔ لیکن وہ آپ کے گناہ لے کر آپ کو اپنی راست بازی عطا کریگا۔ اگر آپ اس کی موت اور جی اٹھنے پر ایمان لاتے ہیں کہ وہ آپ کے لیے مر گیا اور جی اٹھا تو نجات آپ کی ہوگی۔ اگر خُدا کے روح القدس نے آپ کو اپنے گناہ کا احساس دلایا ہے اور آپ کے اندر ایک منجی کی ضرورت کا احساس پیدا کیا ہے تو اب مسیح کی طرف رجوع لا سیں۔ اس پر ایمان لا سیں جیسا کہ انجلیل بیان کرتی ہے کہ مسیح نے اپنے لوگوں کے تمام گناہ اٹھا لیے ہیں۔ کیا آپ کا ایمان ہے کہ وہ آپ کے لیے موآ اور اس نے آپ کے گناہوں کی سزا برداشت کی اور آپ کے گناہوں کی وجہ سے خُدا کا قہر سہا۔ اگر آپ یہ ایمان رکھتے ہیں تو آپ کی بخشش ہوگی۔ تب آپ بھی خُدا کے بیش بہا اور بعد از بیان فضل کے وارث ہوں گے۔ اور دینداری کے لیے اس بے مثل چیلنج کو قبول کریں گے جو کہ اصل میں مسیح کی جانب تربیت کا قدم ہے۔

اختتامیہ

یہ ہر اس شخص کے لیے ایک عملی کتابچہ ہے جو دینداری میں نشوونما پانا چاہتا ہے۔ اس میں جے۔ ایڈمز واضح طور پر بیان کرتا ہے کہ دینداری کسی طرح سے فوری حاصل نہیں کی جاسکتی ہے۔ تاہم حقیقی اور دیرپا تقدیس اور دینداری ممکن ہے جیسا کہ پُلس رسول اپنے خط میں یہ تھیس کو یوں ہدایت کرتا ہے ”دینداری کے لیے ریاضت کر“ (1۔ یہ تھیس 4 باب 7 آیت) مصنف اس بات کی بھی وضاحت کرتا ہے کہ ایک شخص مسیح کا ہمشکل بننا چاہتا ہے کس طرح دینداری کی زندگی اُسکی فطرت کا حصہ بن سکتی ہے۔

مصنف کے بارے

جے۔ ایڈمز: انسلیٹیوٹ آف نیو تھیلک اسٹڈیز کا مہتمم اعلیٰ ہے اور وہ بائبلی کونسلنگ (Counseling) کے لیے اُس کی بہت ساری مشہور کتب موجود ہیں۔ اس کے علاوہ مصنف مختلف کانفرنسوں میں بھی تسلسل کے ساتھ بطور اسپیکر مدعو کیا جاتا ہے۔ بہت سال تک وہ ویسٹ مسٹر تھیلو جیکل سمیزی اور ویسٹ مسٹر سمیزی آف کیلیفورنیا کے تدریسی عملے کا حصہ رہا ہے۔ جے۔ ایڈمز مسیحی کونسلنگ اور ایجوکیشنل فاؤنڈیشن کا بانی بھی ہے۔

دی انسٹیوٹ فارنوتھیک اسٹڈیز "The Institute for Nouthetic Studies"

کی اجازت سے ترجمہ اور اشاعت کی گئی ہے۔

جملہ حقوق بحق ناشرین محفوظ ہیں۔

ناشرین: ریفارمڈ پریسپلائرین اردو لٹرچر

(Reformed Presbyterian Urdu Literature)

